جناب طالب ہاشمی

حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ

صاحب الاذان

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرما کر سرزمینِ مدینہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشکِ جناں بنایا تو آپؐ نے کچھ عرصہ بعد مسجدِ نبوی کی تعمیر کا اہتمام فرمایا۔ جب مسجد تعمیر ہو چکی تو آپؐ نے ضرورت محسوس فرمائی کہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے عام مسلمانوں کو نماز کے وقت سے کچھ دیر پہلے اطلاع دینی چاہئے۔ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ اس مقصد کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا مناسب ہوگا؟ کسی نے عرض کیا کہ کسی بلند جگہ پر آگ روشن کر دی جایا کرے۔ کسی نے رائے دی کہ نماز کے وقت کے قریب مسجد پر جھنڈا بلند کر دیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ جس طرح یہود اور نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں نرسنگھا یا ناقوس بجاتے ہیں ہم بھی نماز کے اعلان کے لئے اسی طرح کیا کریں، لیکن حضورؐ ان میں سے کسی تجویز پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور اس مسئلہ میں متفکر رہے تاہم وقتی طور پر آپؐ نے ناقوس بجانے والی تجویز کو منظور فرما لیا۔ ابھی اس تجویز پر عمل نہیں ہوا تھا کہ دوسرے دن علی الصباح ایک انصاری صاحبِ رسول بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض پیرا ہوئے:

"یا رسول اللہ رات خواب میں میرے سامنے ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ناقوس تھا میں نے اس سے کہا، "اے اللہ کے بندے! یہ ناقوس تم بیچتے ہو؟" اس نے کہا، "تم اس کو کیا کرو گے؟" میں نے کہا "ہم اس کو بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں گے" اس نے کہا، "کیا میں تم کو ایک چیز نہ بتا دوں جو اس مقصد کے لئے ناقوس بجانے سے بہتر ہے؟" میں نے کہا، "ہاں ضرور بتاؤ!"

اس نے کہا "کہو: ———— "اللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْہَدُ اَنْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللهُ اَكْبَرُ، اَللهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔"

یہ تمام کلمات بتا کر وہ شخص مجھ سے ذرا پیچھے ہٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کہا، "پھر جب نماز قائم کرو تو اقامت اس طرح کہو:

" اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ"

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب سن کر فرمایا، "یہ سچا خواب ہے انشاء اللہ، تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کلمات کی تلقین کرو جو تم نے خواب میں دیکھے ہیں اور وہ اذان پکاریں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے۔" انہوں نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور اسی دن سے یہ اذان قیامت تک کے لئے اسلام کا شعار قرار پا گئی۔۔۔

یہ صاحبِ رسول جن کو یہ عظیم شرف حاصل ہوا کہ سید المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خواب کو رویا حق قرار دے کر ابد تک اس پر عملدر آمد کا حکم دیا، حضرت عبد اللہؓ بن زید انصاری تھے جو اپنے اس شرف کی بنا پر "صاحبُ الاذان" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(۲)

حضرت ابو محمد عبد اللہؓ بن زید کا تعلق خزرج کے خاندان حارث بن خزرج سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے:

عبد اللہؓ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن خزرج۔

حضرت عبد اللہؓ نہایت نیک طینت اور پاک باطن تھے۔ ہجرتِ نبوی سے پہلے ان کے کانوں میں دعوتِ حق کی آواز پڑی تو انہوں نے اس کو بلا تامل دل و جان سے قبول کر لیا اور ۱۳ بعد بعثت کے موسمِ حج میں مکہ جا کر لیلۃ العقبہ میں حضورؐ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بعد حضرت عبد اللہؓ کو "صاحب الاذان" ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ سنن ابی داؤد اور مسند دارمی میں یہ واقعہ خود ان کی زبانی منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ: (جب بلالؓ ان کی تلقین کے مطابق اذان دے چکے تو) عمرؓ بن الخطاب اپنے گھر سے چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، "یا رسول اللہ اس پاک ذات

کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں نے بھی ویسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا عبد اللہؓ بن زید نے دیکھا" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، " فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ "

حضرت عبد اللہؓ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص جاں نثار تھے اور راہِ حق میں اپنی جان اور مال قربان کرنے کا جذبہ ہر وقت ان کے سینے میں موجزن رہتا تھا۔ غزوات کا آغاز ہوا تو وہ بدر، احد، احزاب اور دوسرے تمام غزوات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے اور ہر معرکے میں جذبۂ جاں نثاری کا مظاہرہ کیا۔ حافظ ابنِ عبد البرؒ نے "الاستیعاب" میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ نے قبیلہ حارث بن خزرج کا علَم حضرت عبد اللہؓ بن زید کو مرحمت فرمایا تھا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عبد اللہؓ کو ایک اور اہم بالشان شرف حاصل ہوا۔ مسندِ احمد حنبل میں ہے کہ حجۃ الوداع میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی بکریاں لوگوں میں تقسیم فرمائیں حضرت عبد اللہؓ بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے لیکن آپؐ نے انہیں کوئی بکری نہ دی اس کے بعد آپؐ نے موئے مبارک ترشوائے تو ان میں سے کچھ حضرت عبد اللہؓ بن زید کو عطا فرمائے۔ مہندی سے رنگے ہوئے یہ موئے مبارک حضرت عبد اللہؓ کے لئے ایک ایسی نعمت تھے کہ دنیا جہان کے خزانے اس کے سامنے ہیچ تھے۔ خود انہوں نے زندگی بھر ان موئے مبارک کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ان کے بعد ان کے خاندان نے اس دولتِ لازوالی کو اپنے پاس تبرک کا محفوظ رکھا۔

حضرت عبد اللہؓ کو اللہ تعالیٰ نے ایثار و استغنا کی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا ابنِ اثیرؒ نے "اسد الغابہ" میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہؓ بن زیدؓ کے پاس معمولی جائداد تھی جس سے بمشکل اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالتے تھے لیکن جب انہیں انفاق فی سبیل اللہ کے اجر و ثواب کا علم ہوا تو اپنی ساری کی ساری جائداد راہِ حق میں صدقہ کر دی۔ ان کے والد حضرت زیدؓ بن ثعلبہ بھی صحابی تھے انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو حضورؐ نے حضرت عبد اللہؓ کو بلا بھیجا وہ حاضر ہوئے تو فرمایا، "اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کیا لیکن اب باپ کی میراث کے نام پر تم کو واپس دیتا ہے۔ اس کو قبول کر لو۔"

حضرت عبد اللہؓ نے ۳۲ھ میں بعہدِ حضرت عثمان غنیؓ وفات پائی اس وقت عمر کی چونسٹھ منزلیں طے کی تھیں۔ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ نے بہ نفسِ نفیس نمازِ جنازہ پڑھائی اور فضل و کمال کے اس مہرِ جہانتاب کو آغوشِ لحد میں اتارا۔

حضرت عبد اللہؓ نے اپنے پیچھے دو اولادیں چھوڑیں، ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی۔

امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن زیدؓ سے صرف ایک حدیث مروی ہے جو اذان کے بارے میں ہے لیکن حافظ ابنِ حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ان سے مروی سات حدیثیں درج کی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!